بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا

جلد ۸ — نمبر ۷

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

یکم اپریل ۱۹۳۴ء — چندہ سالانہ دو روپیہ ۲ آٹھ آنے — ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دار الامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

احمدی بچوں کی تربیت .... ۳-۵ (اختر)
پیدائش عورت .... ۶-۸ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم افریقہ
توحید باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرت کی تعلیم ۸-۹ ” حمیدہ جان صاحبہ بھیرہ
شرک سے بچو .... ۹-۱۰ م۔ س قادیان
غیبت ۱۱-۱۲ محترمہ قانتہ بیگم صاحبہ از پشاور
تثلیث پرستوں میں وحدانیت۔ خانہ داری میں انقلاب۔ شادی کی رسمیں تعدد ازدواج متفرقات۔ رپورٹیں۔ ۱۳-۱۹

مُصیبت زدگانِ زلزلہ کی اِمداد کیجئے

بہار سے ہے بہار رخصت چمن میں چلتی ہے بادِ صرصر
دلِ عنادل میں رنج و غم کے ہزاروں کانٹے کھٹک رہے ہیں

کہیں تو مائیں ہی بچھاڑیں کھاتی کہیں پدر پیٹتا ہے چھاتی
کہیں پہ بیوہ ہے خاک اڑاتی کہیں پہ بچے بلک رہے ہیں

ڈرو خدا کے غضب سے ہر دم بہار والوں کا حال دیکھو
مرے تو وو گز کفن نہ پایا بچے اگر تو سسک رہے ہیں

سیاہ کاری میں ہم سے بڑھکر نہیں تھے اہلِ بہار لیکن
گرینگے آخر کہیں شرر جب غضب کے شعلے بھڑک رہے ہیں

ہمارے بھائی ہیں وہ بھی جنکے ڈھلک رہے ہیں لہو کے آنسو!
تو لطف کیا ہے اگر یہاں پہ طرب کے ساغر چھلک رہے ہیں

بلند جنکی عمارتیں تھیں نہیں ہے اُنکا کہیں ٹھکانا!!
پڑے ہیں کچھ پھوس کے جو چھپر انہیں میں آکر دبک رہے ہیں

کہا فرشتوں نے مسجدوں کی نہیں زمین پر ہے اب ضرورت
کہ پاس تک تو نہیں اب ان کے یہ اہل فیشن پھٹک رہے ہیں

زمین سے یوں آگ کا نکلنا! خدا بچائے!! خدا بچائے!!!
کہ شعلے دوزخ کے زندگی میں ہمیں پکڑنے لپک رہے ہیں

بتاؤ کیا حال تھا تمہارا بوقت محشر بہار والو!!
یہاں تو آئی نہ تھی قیامت مگر دل ابتک دھڑک رہے ہیں

کبھی یہ ہوتا ہے وہم ہمکو کہ جیسے ہلتی ہے چارپائی!
کبھی فریب نظر ہے کہتا ستونِ ایواں کھسک رہے ہیں

کبھی تخیّل کے سامنے ہیں زمین کھودی ہوئی وہ لاشیں
کبھی صدا کانوں میں ہے آتی کہ جیسے زخمی سسک رہے ہیں

تہی ہو کم وسعتوں کی جیبو. کھلو امیروں کے کیش بکسو!
یتیم بچے بچشم حسرت تمہاری جانب کو تک رہے ہیں

جو اور قوموں نے فنڈ کھولے تو انمیں سرمایہ بھی ہی کافی
کھلے ہیں جو فنڈ مسلموں کے وہ سوپ خالی پھٹک رہے ہیں

یہ کہتی آتی ہے عید قرباں اونہیں کو کھالوں کے دام بھیجو!
جو مثلِ مذبوح ہیں تڑپتے جو غم سے سر کو پٹک رہے ہیں

([illegible] جہلوی)

(حقیقت لکھنؤ)

---

(۱) عید اضحیٰ دارالامان میں سوموار ۲۶ مارچ ہوئی ؛

(۲) اور ۳۰ و ۳۱ مارچ و یکم اپریل کو مجلس مشاورت کے اجلاس ؛

(۳) یہ مصباح خریداران مصباح کو "وی. پی" کیا گیا ہے. امید ہے کہ وصول کر کے مصباح فنڈ میں امداد فرمائیں گے ؛

(مینجر اخبار مصباح قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۴ء

احمدی بچوں کی تربیت

دنیا میں خداوند جل شانہ نے جس قدر مخلوقات پیدا کی ہے۔ اسکے لئے اسکے مناسب حال تربیت کے سامان بھی پیدا کر دیئے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جس چیز کا آغاز اچھی طرح اور مضبوطی سے ہوگا۔ اسکا انجام بھی اچھا ہوگا۔ انسان اگر غور کرے تو ہزارہا مثالیں دنیا میں مل سکتی ہیں۔ مثلاً ایک چھوٹے سے پودے کو دیکھنا چاہیئے۔ جو کہ ابھی زمین سے سر نکال کر باغبان کو پھل دینے کی امید دلاتا ہے۔ باغبان کا فرض ہوتا ہے۔ کہ اسے ہر ضرر رساں چیز سے بچائے اور اس کی نشو و نما کے لئے جسقدر ذرائع ممکن ہوں بہم پہنچائے۔ کیونکہ اگر وہ پودا اگتے ہی ٹیڑھا ہو گیا تو وہ جب مضبوط درخت بن جائیگا۔ تو بھی وہ ٹیڑھا ہی رہیگا۔ غرضیکہ جس چیز کی بنیاد ٹیڑھی ہو جاوے وہ ہمیشہ ہی ٹیڑھی رہتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:-

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

اسی طرح انسانی زندگی کا معاملہ ہے۔ جو شخص بچپن سے نیکی کیطرف راغب ہوتا ہے۔ وہ بڑا ہو کر بھی نیک رہتا ہے۔ بلکہ جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے۔ توں توں نیکی بھی اپنے اندر جذب کرتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اسکے بچپن کی نیکی اور بدی کے ذمہ وار اسکے والدین ہوتے ہیں۔ کیونکہ بچہ جو کام اپنے والدین کو کرتے دیکھتا ہے خود بھی اسی کام کے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً اگر کسی بچے کا باپ حقہ پیتا ہے تو بچہ دیکھکر اس فعل کو مستحسن سمجھتا ہے۔ اور جب باپ حقہ پی کر باہر چلا جاتا ہے۔ تو بچہ حقہ پینے کی مشق کرتا ہے۔ اس کو اس کی ماں دیکھتی ہے اور روکتی ہے مگر وہ نہیں رکتا تو خاموش ہو رہتی ہے۔ آہستہ آہستہ بچے کو حقہ پینے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ بچے کی تربیت کی تمام ذمہ واری اس کی ماں پر عاید ہوتی ہے۔ پس ماں کی مثال اس باغبان جیسی ہے جو ہر پودے کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اور روزانہ اسکو پانی دیتا ہے سردی سے بچنے کے لئے اسکو گھاس پھونس سے ڈھک کر رکھتا ہے کسی جانور کو پاس نہیں پھٹکنے دیتا کہ اس کو کھا نہ جائے اور اسکو رسیوں سے باندھکر سیدھا کر دیتا ہے۔ اور اگر کھاد کی ضرورت ہو تو اسکی جڑوں میں کھاد ڈالتا ہے۔ غرضیکہ ہر طرح سے اسکی نگہبانی کرتا ہے۔ تب جا کر وہ پودا جوانی میں اسکو

اعلیٰ اور عمدہ پھل دیتا ہے۔ جس کو کھا کر وہ تمام کلفتیں بھول جاتا ہے۔ اسی طرح ماں کا فرض ہوتا ہے کہ اپنے بچے کو تمام مضرت رساں باتوں سے بچائے بری عادات سے سختی کے ساتھ روکے۔ اور اگر گندی گالیاں اس کے منہ سے نکلیں تو فوراً اسکو تنبیہ کرے ورنہ بڑھتے بڑھتے وہ اپنے ماں باپ اور خویش و اقارب بلکہ بہن بھائیوں کو گالیاں دینے سے دریغ نہیں کریگا۔ اور یہ عادت بڑھاپے تک چلی جائے گی۔ میں نے بہت سے بزرگوں کی اولاد کو دیکھا ہے۔ کہ پرلے درجہ کی نافرمان اور بدفطرت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ محض بچپن کی تربیت میں بے اعتدالی ہوتی ہے۔ کئی مثالیں ایسی پیش کی جا سکتی ہیں۔ کہ خود تو نہایت خدا رسیدہ نہایت مخلص مومن اور خدا کی راہ میں جان و مال۔ عزت و آبرو قربان کرنے کے لئے بیتاب رہتے ہیں۔ مگر ان کی اولاد کو دیکھا جائے تو وہ اپنے ماں باپ کے نام کو بدنام کرنے سے ذرا دریغ نہیں کرتی اور ان کی رہی سہی عزت لوگوں کے سامنے خاک میں ملا دیتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہوتی ہے کہ بچپن میں اس کی تربیت اچھی طرح نہیں کرتے۔ جب اس کے نتائج کو دیکھتے ہیں تو کف افسوس ملتے رہ جاتے ہیں۔ اور پھر اسکو بددعائیں دیتے ہیں حالانکہ قصور انکا اپنا ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر بچپن میں ان کو بری صحبتوں سے بچاتے۔ بری عادات سے بچاتے۔ بری باتوں سے روکتے۔ نیکی کا سبق دیتے۔ نمازیں سکھاتے۔ ذات باری تعالیٰ کا عشق ان کے دلوں میں بٹھاتے۔ تمام انبیاء کے حالات قصہ کہانی کے طور پر ان کو سنا کر ذہن نشین کراتے۔ اسلام اور اس کے احکام کا احترام ان کے دلوں میں بٹھاتے تو یقیناً یقیناً وہ ان کے نقش قدم پر چلتے۔ کیونکہ بچپن کے زمانہ کی دل میں بیٹھی ہوئی بات مرتے دم تک نہیں بھولتی۔ مگر یہاں تو بات ہی الٹی ہے۔ اگر کسی کو کہا جائے کہ آپ اپنے بچے کو اپنے قبضہ میں رکھیں کیونکہ یہ گالیاں دیتا ہے۔ اور شرارتیں کرتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ ابھی تو بچہ ہے جب جوان ہوگا۔ سیکھ جائیگا۔ اگر زیادہ زور دیا جائے تو لڑنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میاں بچہ ہے تو میرا ہے۔ اگر بگڑ جائیگا تو مجھے نقصان ہوگا۔ تو ہمارا کیا لگتا ہے کہ ہمارے بچے پر طرح طرح کے الزام لگاتا ہے۔ مگر جب بچہ جوان ہو جاتا ہے۔ اور وہ تمام باتیں جو بچپن میں اس نے سیکھی تھیں کھلے بندوں عمل میں لاتا ہے۔ اور کسی کے روکے نہیں رکتا۔ تو پھر والدین کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے۔ اور وہ نہ دین کا نہ دنیا کا رہتا ہے۔ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

پس احمدی بہنوں کو اسطرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ جس طرح آپ میں اخلاص۔ نیکی۔ تقویٰ اور طہارت پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح آپ اپنی اولاد میں بھی تمام اوصاف پیدا کریں تاکہ آپکا نام دنیا میں بھی روشن رہے اور آخرت میں بھی آپ سرخرو رہیں۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

اسی طرح ماں باپ بھی اپنی اولاد کی نیکی اور بدی

سے پہچانے جاتے ہیں۔ کیا آئندہ آنیوالی نسلوں کا دارومدار ہماری نسلوں پر نہیں ہے؟ یقیناً یقیناً آنیوالی نسلیں ہماری باتوں پر ناز کریں گی۔ اور ہمارے نقشِ قدم پر چلنا باعثِ فخر سمجھیں گی۔ لیکن اگر ہماری اولاد ہمارے نام کو بدنام اور ہماری عزت پر دھبہ لگانیوالی ثابت ہو تو کون شخص ہوگا جو ہمارے نام کو بھی اپنے منہ پر لانا گوارا کریگا لوگ سمجھینگے کہ جیسی ان کی اولاد ہے ویسے ہی وہ خود ہونگے اس میں شک نہیں ہے کہ محبتِ مادری اور پدری اسقدر غالب ہوتی ہے کہ اپنے بچے کے عیوب کو خوبیاں بناکر آنکھوں کے سامنے پیش کرتی ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسی محبت جو کہ بچہ کی اخلاقی حالت کو برائیوں کیطرف لے جائے اور راستی سے کوسوں دور پھینک دے ایک زہر قاتل کا اثر اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور بجائے فائدہ کے نقصان رساں ہوتی ہے۔ جو بچے کو بچپن سے لیکر بڑھاپے تک لعنت ملامت کا نشانہ بنائے رکھتی ہے۔ جس سے پیچھا چھڑانا ناممکن ہوتا ہے دانا والدین وہ ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا کھلاتے اور عمدہ سے عمدہ کپڑا پہناتے ہیں مگر تعلیمی اور اخلاقی حالات کو سلجھاتے وقت ان کے دشمن بن جاتے ہیں۔ حقیقت میں وہ دشمن نہیں ہوتے بلکہ عین ہمدردی اور شفقت ہوتی ہے جو بچوں کو تمام عمر آرام اور آسایش کا حقیقی وارث بناتی ہے۔ یہ درست ہے کہ احمدی بچوں کی تربیت غیر لوگوں کے بچوں کی تربیت کی نسبت احسن اور عمدہ طریق پر کی جاتی ہے۔ مگر پھر بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو غفلت سے کام لیتے ہیں۔ اور بعد میں پچھتاتے ہیں۔ لیکن بعد میں پچھتانے کا کیا فائدہ جبکہ بچہ جوان ہوکر اپنی بری عادتیں پختہ کرلیتا ہے۔

"پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"

پس مندرجہ بالا باتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے اپنے بزرگوں۔ دوستوں۔ بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں میری درخواست ہے۔ خصوصاً ان بہنوں کی خدمت میں جو اپنے گھر میں اپنی پیاری اولاد رکھتی ہیں۔ جس طرح خداوند کریم نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعوے پر ایمان لاکر خداوند تعالیٰ کا حقیقی فرمانبردار بندہ بننے کی سعادت بخشی ہے۔ اور استقامت اور اطمینان قلب عطا فرمایا ہے۔ اور دنیوی خواہشات سے مستغنی فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ اپنے پیارے جگر کے ٹکڑوں اور دل کو لبھانے والے بھولے بھالے بچوں کو بھی اپنی طرح بلکہ اپنے سے بڑھ چڑھ کر احمدیت کا شیدائی بنائیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی پاک تعلیم کو ان کی رگ رگ میں رچادیں تاکہ شیطان اور باطل پرستوں کے پھندوں سے محفوظ رہیں۔ اور مرتے دم تک حق اور راستی کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ بلکہ خدا کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہ کریں تاکہ آپ کا نام ابدالآباد تک روشن رہے۔ دنیا اور آخرت دونوں میں آپ کو سرخ روئی حاصل ہو۔ مجھے امید ہے۔ کہ میری اس گذارش کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائیگا۔ (اختر)

ہر احمدی بہن کو چاہیئے کہ مصباح کی توسیع اشاعت کے لئے پوری پوری کوشش فرمائے

پیدائش عورت

گذشتہ سے پیوستہ

(۱)

میں نے اس مضمون کے گذشتہ حصہ میں بتلایا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہر ایک شخص کو شادی کے انتخاب کی بنیاد عورت کی لیاقت اطاعت فرمانبرداری۔ حلم۔ پاکیزگی پر رکھنی چاہیئے۔ چنانچہ حضرت رسول کریمؐ کی تمام شادیاں اسی رنگ کی تھیں۔ پہلی شادی آپؐ نے ۲۵ برس کی عمر میں ۴۰ سالہ عورت سے کی کہ وہ بھی بیوہ تھیں صاف ظاہر ہے کہ عیش و لذت کی شادی تو نوعمر لڑکیوں سے کی جاتی ہے۔ نہ کہ ۴۰ سالہ بیوہ عورت کے ساتھ۔ یہ شادی آپؐ نے حضرت خدیجہ رضا سے کی۔ کہ جنکا نام ہی الکبریٰ رکھا گیا۔ ان کی درخواست پر ان کے پیغام نکاح کو قبول کیا۔ بوجہ ان کی نیکی اور قابلیت کے پچاس سال کی عمر تک انہیں کے ساتھ نباہ کیا۔

(۲)

حضرت خدیجہ رضؓ جب وفات پا گئیں۔ ان مصائب سے گذرتی ہوئیں جو کہ قوم اور ملک کی خیر خواہی کے رنگ میں انکو اپنے خاوند کے ساتھ برداشت کرنی پڑی تھیں۔ تو کچھ عرصہ کے بعد آپؐ نے اپنے گہرے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کر لی جن کا نام (سیدہ) عائیشہ صدیقہ رضؓ تھا۔ یہ شادی آپؐ نے حضرت ابوبکر رضؓ کی وفاداری اور محبت کیوجہ سے فرمائی۔ اور نیز اس لیئے بھی کہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضؓ ذہن رسا رکھتی تھیں۔ اور اپنی زوجیت میں لاکر اعلیٰ تعلیم دیکر عورتوں کا معلم بنانا مقصود تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپؐ نے حضرت عائیشہ صدیقہ رضؓ کی ذہانت اور سلیم فطرت سے فائدہ اٹھاکر ان کی ایسے رنگ میں تربیت کی اور فرمایا کہ آدھا دین عائیشہ صدیقہ رضؓ سے سیکھو۔

اس کے علاوہ جتنی شادیاں آپؐ نے کی ہیں۔ وہ سب کی سب بیوہ عورتوں سے ہوئی ہیں؛

(۳)

اس میں بھی آپؐ نے ہمیں اعلیٰ تعلیم اس بات کی دی کہ بیوہ عورتوں کو متروک و مہجور چھوڑکر ان کی تذلیل نہیں کرنی چاہیئے۔ آپؐ کی تمام شادیاں دینی اغراض سے تھیں۔ بعض شادی اس غرض سے تھی کہ مطلقہ کے نام کے ساتھ۔ جو لوگوں کے ذہن میں ذلت تھی۔ اس کو دور کرنے کے لئے جیسے زید کی مطلقہ زینب کے ساتھ شادی فرمائی۔ اور بعض شادی اس غرض سے کی کہ مخالفین کے خاندانوں کے ساتھ تعلق پیدا ہوکر جنگ کا خاتمہ ہو۔ اور ملک میں امن پیدا ہو؛

چنانچہ ابو سفیان جو پہلے مخالفین کے لیڈر تھے اُن کی لڑکی اُم حبیبہ رضؓ جب بیوہ ہوئیں تو آپؐ نے انکے ساتھ شادی فرمائی۔ پھر جویریہ رضؓ کے ساتھ آپؐ کی شادی

اس وجہ سے ہوئی کہ وہ مخالفین کے ایک سردار کی بیٹی تھیں۔ ان کی سرداری کی شان کا لحاظ کر کے آپؐ نے ان سے قیدیوں والا سلوک نہیں کیا۔ بلکہ ان کو .... آزاد کر کے خود ان سے شادی کر لی۔ چنانچہ اس حسنِ سلوک اور سرداری کے احساسات کا خیال رکھنے کی وجہ سے جویریہؓ کا سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ غرض کہ آپؐ کی تمام تر شادیاں بیوہ اور معمر عورتوں سے تھیں جو خاص خاص ان موقعوں پر تھیں جبکہ کوئی خاص دینی یا سیاسی یا قومی اور ملکی پاک فوائد مدنظر ہوتے تھے۔

(۴)

شادی شدہ عورت کے حقیقی حقوق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہی دلوائے ہیں۔ ایک اور مسئلہ بھی عورت کی عزت اور آرام کے لئے ضروری تھا۔ وہ بھی آنحضرت صلعم نے قائم فرما کر طبقۂ نسواں پر احسان کیا ہے۔ وہ مسئلہ تعدد ازدواج کا ہے۔ لوگ اس مسئلہ کو ظلم خیال کرتے ہیں۔ مگر جس طرح پر آنحضرت صلعم نے اس مسئلہ کو قائم فرمایا ہے۔ وہ ایک عظیم الشان احسان ہے۔

مثلاً ایک آدمی نے شادی کی اور اس کی بیوی کو سل ہو گئی یا کوئی بھی ایسی بیماری ہو جس سے تعلقات زوجیت مرد عورت پر یا اولاد پر برا اثر ڈالتے ہوں۔ تو ایسے وقت میں اگر انسان پہلی بیوی کو چھوڑ کر دوسری بیوی کرے تو پہلی بیوی پر صریح ظلم ہو گا۔ کہ اتنی دیر اس بیچاری نے مرد کا ساتھ وفاداری سے دیا۔ مگر جبکہ بیچاری بیمار ہو گئی تو اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور وفاداری کا حق ادا نہ کیا۔ اگر مرد دوسری شادی نہ کرے اور باقی عمر بغیر تعلقاتِ زوجیت کے ہی گذار دے۔ تو اس صورت میں مرد کے اپنے قویٰ اور قوم پر ظلم ہو گا صرف ایک ہی صورت با اخلاق اور شریف انسان کیلئے رہ جاتی ہے۔ وہ یہ کہ وہ دوسری شادی کر لے۔ اور پہلی بیوی کو بھی اس کے حقوق برابر دیتا رہے۔ یہی اسلام کا حکم ہے۔ جس میں عورت پر احسان کی صورت ہے۔ کہ وہ پہلے کی طرح گھر کی محافظ اور مالکہ اور بچوں کی محافظ رہتی ہے۔

(۵)

اِسلام نے دوسری شادی کی اجازت بیشک دی ہے۔ لیکن دوسری شادیوں کے بعد اگر مرد ان کے درمیان عدل اور انصاف کا معاملہ نہ رکھے اور ایک کو معلقہ چھوڑ دے تو اس طرح کی دوسری شادی کرنیوالے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سخت عتاب فرمایا ہے۔

اے کاش کہ تعدد ازدواج والے اس پر عمل کرتے

طلاق کا مسئلہ گو اشد ضرورتوں کے وقت جائز قرار دیا گیا ہے۔ مگر آنحضرت صلعم نے اسے پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھا۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ کہ اے لوگو تم اخلاق فاضلہ کے مالک تب اور صرف تب ہی کہلا سکتے ہو جبکہ نہ صرف کسی مہمان کے ساتھ چند گھنٹوں یا چند دنوں کے لئے نیک سلوک کرو۔ بلکہ بیوی کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ کہ جس کے ساتھ دائمی تعلق ہے۔ کیونکہ

عارضی خلق اور عارضی سلوک تو تکلف کا نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر دائمی تعلق میں تکلف نہیں چل سکتا۔ اس میں صرف حقیقت ہی چل سکتی ہے۔

گویا کسی شخص کے نیک یا بد خلق کا معیار عورتوں کے ساتھ تعلق کو قرار دیا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ جو تم میں سچا مومن بننا چاہے اُسے چاہیئے کہ اپنی بیوی کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرے۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ اے لوگو تمہیں تمہاری بیوی کی بد خلقی ناراض نہ کرے۔ اگر کوئی برائی اس سے ظاہر ہوئی ہے تو دوسری اچھی باتیں بھی تو اس میں ہیں۔ آپؐ اپنی بیویوں کیساتھ نہایت نرمی کا سلوک فرماتے تھے۔ اور حرم محترم نہایت آزادی کے ساتھ اپنی آراء کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کر دیتی تھیں۔ آپؐ اپنی پہلی بیوی خدیجۃ الکبریٰؓ کو وفاداری کے ایک رنگ میں ہمیشہ ان کی وفات کے بعد بھی یاد فرماتے رہے اور ان کی سہیلیوں اور تعلق داروں کے ساتھ احسان اور مروت کا سلوک کرتے رہے۔ آپؐ اپنی بیویوں کے ساتھ سختی کا نہیں بلکہ پیار و محبت کا برتاؤ رکھتے تھے۔ عورتوں کو مارنے اور جھڑکنے اور غلام یا نوکروں کی طرح رکھنے سے آپؐ نے سخت منع فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک یہ بھی رحمت میرے دل میں ڈالی گئی۔ کہ میں اپنی بیویوں سے محبت کروں۔ غرض کہ بیویوں کے ساتھ محبت اور نرمی کا سلوک عملی طور پر دکھا کر ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاوند کے ساتھ عورت کی زندگی کو نہایت ہی باآرام اور باعزت بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے پیارے رسول اکرمؐ کی ہر ایک تعلیم کی پیروی پورے رنگ میں کرنے کی توفیق عطاء فرماوے۔ آمین۔ پیارے آقا کے احسان طبقۂ نسوان پر اس قدر ہیں۔ کہ مجھ جیسی کمزور عورت انہیں شمار نہیں کر سکتی ؞

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

محتاجِ دعاء

(امۃ الحفیظ بیگم احمدیہ اہلیہ ملک نصر اللہ خانصاحب از جنجہ (افریقہ)

توحید باری تعالیٰ کے متعلق

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم میں توحید کی اہمیت کمال درجہ ملحوظ ہے۔ حضور علیہ السلام نے مذہب کا مقصد یہ بتایا ہے۔ کہ انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو۔ اور اس تعلق کے لئے ضروری ہے۔ کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق صحیح علم ہو۔ اس کی عظمت و ہیبت اور لا انتہا قدرتوں سے واقفیت رکھتا ہو۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام تعلیم کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کو ہی قرار دیا ہے اور تمام عبادات اور معاملات میں اس ایک ہی ذات کی محبت اور خوف کو داخل کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی و صفاتی۔ اور

اسماء الٰہیہ کو اس طرح کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ کہ گویا خدا تعالیٰ انسان کے سامنے آجاتا ہے۔ اور انسان کو وہ کیفیت ایمان و عرفان حاصل ہوتی ہے۔ جسکے ذریعہ انسان تمام رذائل سے پاک ہوکر اپنے حقیقی معبود کی ہستی میں فنا ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہر قول و فعل ارادہ اور حرکت الٰہی رضا کے مطابق اور الٰہی اخلاق کے رنگ میں رنگیں ہوتے ہیں۔ اسلئے قرآن کریم نے اسلام کا دوسرا نام صبغۃ اللہ رکھا ہے۔ فرمایا:۔ صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون (بقرہ ع ۱۶) پھر فرمایا کہ:۔ اِنَّ صلوٰتِی ونسکِی ومحیایَ ومماتِی للہِ ربّ العالمین (انعام ع آخری) کہ میری نماز قربانی زندگی اور موت غرض ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے۔ اور اسی تعلیم پر زور دینے کے لئے فرمایا ہے کہ دین و دنیا کی کامیابی کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے۔ کہ انسان تمام معبودوں اور ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر اپنی تمام توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف لگائے۔ اور غیر اللہ سے نفع و نقصان کا متمنی نہ رہے۔ فرمایا:۔ بلیٰ من اسلم وجہہٗ للہِ وَھُوَ مُحسنٌ فلہٗ اجرہٗ عند ربّہ وَلَا خوفٌ علَیْہِمْ ولا ھم یحزنون (بقرہ ع ۱۳) جو شخص اپنے نفس کو صرف اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیگا۔ وہ ہر خوف و حزن سے بچ جائیگا۔ اسلام میں جس طرح توحید پر زور دیکر اس کی اہمیت کو ظاہر کیا گیا ہے ویسے ہی جانب مخالف یعنی شرک کی مذمت کر کے بھی اس پہلو کو نمایاں کیا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:۔

(۱) ومن یشرک باللہ فکانما خرّ من السماء فتخطفہ الطیر و تھوی بہ الریح فی مکانٍ سحیق (حج ع ۴) جو کوئی شرک کرتا ہے۔ وہ گویا (اپنے عالی مقام (اشرف المخلوقات) سے) آسمان سے گر جاتا ہے۔ اور پرندے اسکو اچک لیتے ہیں۔ یا ہوا ئیں اس کو نہایت پستی تک لے جاتی ہیں؛

(۲) تکاد السماوات یتفطرن منہ وتنشقّ الارض وتخر الجبال ھدًا اَنْ دعوا للرحمٰن ولدًا (مریم ع آخری) ترجمہ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں۔ اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں کیونکہ یہ لوگ خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں؛

(۳) لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہِ الذی خلقھن ان کنتم ایّاہ تعبدون (حٰمٓ سجدہ) کہو۔ سورج اور چاند (جو مادی دنیا کے سب سے مفید وجود ہیں) ان کو بھی سجدہ نہ کرو۔ ہاں اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یّشاء۔ (نساء ع ۷) ترجمہ اللہ تعالیٰ ہرگز شرک معاف نہ کریگا (بجز توبہ) ہاں اسکے علاوہ دوسرے گناہوں کو جہاں اس کی مشیت ہوگی معاف فرمائے گا؛ والسلام

(خاکسارہ حمیدہ جان بنت منشی خادم حسین صاحب مرحوم بھیرہ)

مصباح:۔ اس مضمون کے مطالب جہاں خوش آئند اور واضح ہیں وہاں اپنے عنایت فرما منشی خادم حسین صاحب کی یاد نے تڑپا دیا۔ مرحوم مضامین میں بسیر دست و بازو اور دینی قلمی خدمات ... خدا اسے اپنے حفظ و امان میں رکھے؛ اللھم آمین (ایڈیٹر)

شرک سے بچو!

یاالٰہی رحم کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی سن لے اب پکار

آپا زینب کو دیکھے پورے چھ ماہ گذر چکے تھے۔ ایک دن دل میں خیال آیا کہ چلو اس بیچاری کو دیکھ آئیں کہ کس حالت میں ہے۔ گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر اس کے مکان کیطرف چل پڑی۔ سردی کا موسم تھا۔ چھوٹی چھوٹی بوندیں پڑ رہی تھیں۔ جوں توں کر کے راستہ ختم ہوا۔ دروازہ پر دستک دی۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھلوا کر اندر داخل ہو گئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ آپا زینب سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ گویا کہ غم کی مجسمہ تصویر میرے سامنے تھی۔ گودی میں ایک پانچ ماہ کا بچہ لئے ہوئے تھی۔ میں نے حیرانگی سے دریافت کیا کہ آپا آپ نے تو ہمیں اپنے لڑکے کی پیدائش کی بھی اطلاع نہ دی۔ یہ سن کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ میں حیران تھی کہ یا الٰہی کیا معاملہ ہے۔ آخر میرے بار بار اصرار کے بعد وہ مجھ سے یوں گویا ہوئی۔

آپا زینب۔ بہن کیا بتاؤں ایسا خاوند بھی کسی کے پلّے نہ پڑے۔ میں اسوقت کو روتی ہوں جبکہ میں نے شادی کے وقت ہاں کہہ دی تھی۔ ہائے میری والدہ نے مجھ پر ظلم کیا۔ ہائے میری قسمت ...... پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ...... مجھے اس کی حالت پر ترس آ رہا تھا میں اس کے ذرا نزدیک ہو گئی۔ اور پوچھنے لگی کہ آپا مجھ سے کچھ نہ چھپاؤ آخر بتاؤ کہ کیا معاملہ ہے۔

آپا زینب۔ میرا جگر کا ٹکڑا عرصہ دو ماہ سے بیمار ہے۔ میں ان کو بار بار کہتی ہوں کہ جاؤ فلاں پیر تعویذ بہت اچھے لکھتا ہے اس سے تعویذ لکھوا لاؤ۔ مگر وہ یہی کہے جاتا ہے کہ تعویذوں کا کیا فائدہ۔

میں۔ آپا واقعی وہ سچ کہتے ہیں۔ کوئی دوائی وغیرہ کرنی چاہیئے۔

آپا زینب۔ بہن یہ تم نے کیا کہا۔ میں پچھلے پچیس ۲۵ دن متواتر بچہ کو لیکر ایک بزرگ کی قبر پر جاتی رہی۔ وہاں منّتیں مانتی رہی۔ چراغ جلاتی رہی۔ مگر میرے بچہ کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اب ان سے کہتی ہوں۔ کہ تعویذ لکھوا لائیں شاید اس سے فائدہ ہو۔

میں۔ آپا قبر پر جا کر منّت وغیرہ ماننا تو شرک ہے اور تعویذ وغیرہ سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ہاں ڈاکٹر کی دوائی کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعائیں کرو انشاء اللہ اب کے بچّہ کو آرام ہو جائیگا۔

آپا زینب۔ اے ہے بہن یہ کیا کہا ڈاکٹری دوائی۔ یہ تو میں اپنے بچہ کو کبھی نہ دونگی جو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے وہی کرونگی۔ ہمارے کسی نے بھی ڈاکٹری دوائی استعمال نہیں کی میں کس طرح اپنے پیارے بچہ کو استعمال کروا سکتی ہوں۔

میں نے اُس کو بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانی آخر لاچار میں واپس گھر لوٹی دو تین دن کے بعد معلوم ہوا کہ اس کا بچہ اپنی ماں کو

چھوڑ کر ہمیشہ کی نیند سو گیا ہے۔ آپا زینب غم سے دیوانی ہو گئی۔ ایک اندھیری رات کو اپنے بچہ کی قبر کیطرف بے تحاشہ بھاگی جا رہی تھی کہ اچانک ٹھوکر لگی اور ایک ویرانہ کوئیں میں جا پڑی گرتے ہی اس کی روح اسکے فانی جسم کو چھوڑ کر اپنی اصلی جگہ جا پہنچی۔ اس کا ایک چار سالہ بچہ ماں ماں کہتا ہوا اس کی تلاش میں بھاگا۔ راستہ میں ایک بھیڑئیے نے اس معصوم پر حملہ کیا۔ اور ایک ہی حملے میں پھاڑ کر رکھدیا۔ اسکے خاوند نے جب دیکھا کہ میری بیوی اور لڑکا ابھی تک واپس نہیں آئے تو وہ ان کی تلاش میں اکیلا نکلا مگر وہ بھی دوبارہ گھر نہ آسکا۔ راستہ میں ایک سیاہ سانپ نے اُسے ڈس لیا۔ اور ہمیشہ کی نیند سلا دیا؛

(خاکسار ر۔س)

غیبت

اکثر بہنوں میں یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ جہاں دو چار مل کے بیٹھ گئیں۔ لگیں ایک دوسری کو بُرا بولنے۔ کسی کے کپڑوں پر ہنس رہی ہیں۔ تو کسی کے زیوروں کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے۔ کسی کے باتوں پر ٹھٹھا کر رہی ہیں۔ تو کسی کے شکل کی نقل اُتاری جاتی ہے۔ غرض اگر کوئی تعریف کے قابل بھی ہو تب بھی نہیں اس کی اتنی برائی کرتی ہیں۔ کہ اجنبی آدمی اس سے بدظن ہو جاتا ہے۔ اور طرح طرح کے خیالات کرنے لگتا ہے۔ عموماً یہ غیبت جس قدر عورتیں کرتی ہیں۔ مرد شاذ و نادر کرتے ہیں۔ غیبت کرنے کا گناہ تو الگ ہے۔ اس سے جسقدر فساد اٹھتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں اکثر جس کی غیبت ہوتی ہے۔ اس کو پتہ لگ جاتا ہے۔ اور وہ ان غیبت کرنے والوں کو خوب جی کھول کر برا کہتی ہے۔ ہوتے ہوتے نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے۔ اور میل ملاپ چھوٹ جاتا ہے۔ خواہ مخواہ کی شکر رنجی ہو جاتی ہے؛

اے میری عزیز بہنو۔ جہاں تک ہو سکے غیبت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر کسی میں کوئی عیب واقعی ہو۔ تب بھی چشم پوشی سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک انسان میں کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے۔ اگر آج ہم کسی کے عیب دوسرے کے سامنے بیان کریں تو کل ہمارا کوئی عیب ظاہر کیا جائے گا۔ کیا ہم یہ پسند کرتے ہیں۔ کہ ہماری پیٹھ پیچھے ہماری برائی کی جائے؟ ہرگز نہیں۔ تو کیوں ہم کسی بے خبر کی برائی کریں۔ اور گناہ اپنے سر لیں۔ چاہیئے کہ اگر کسی میں کوئی بری عادت ہو۔ اور آپ اس کی اصلاح کرنا چاہتی ہوں۔ تو اسکو الگ لے جا کر سمجھائیں۔ کہ بہن آپ میں یہ یہ بری عادتیں ہیں۔ اسکو ترک کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا نہیں کر سکتی ہیں۔ تو اس کے کسی رشتہ دار یا خاص دوست کو کہیں۔ کہ آپکے فلاں دوست کی فلاں فلاں عادت اچھی نہیں۔ اسکو سمجھائیں۔ کہ ان عادات کو چھوڑنے کی کوشش کرے۔ اور آپ بھی اس کی اصلاح کیطرف متوجہ ہوں۔ اگر ایسا بھی نہیں ہو سکتا۔ تو بجائے غیبت و بدنام و رسوا کرنے کے خاموش ہو جایا کریں اور

اس کے حق میں اصلاح و نیک عادت اختیار کرنیکی دعاؤں میں لگ جائیں - قرآن شریف میں غیبت کرنے کی مثال اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے دی ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کیا تم پسند کرتے ہو - کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ - حدیث شریف میں بھی آیا ہے - کہ غیبت کرنا سخت گناہ ہے - ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہؓ کو سچ بولنے کی نصیحت فرما رہے تھے - مگر ایک سچ سے بھی منع فرمایا یعنی غیبت سے - صحابہؓ نے پوچھا - یا رسول اللہ اگر وہ عیب کسی میں واقعی ہو - تو فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے - کہ اگر وہ عیب کسی میں واقعی نہ ہو پھر تو بہتان ہوگیا - اور بہتان باندھنے والوں کے لئے سخت عذاب ہے *

غیر احمدی تو خیر - مجھے احمدی بہنوں پر سخت تعجب آتا ہے - جب ایک دوسرے کی غیبت کرتی ہیں - نہ گناہ کا خیال کرتی ہیں - نہ آپس میں رنج و فساد کا - بس ایک ایک پر ہنس رہی ہے - تو دوسری دوسری پر - اگر کوئی بدصورت ہے - تو اس میں اس کا کیا قصور - اور کوئی غریب ہے - تو اس میں اس کا کیا بس - صورت پر ہنسنا یا غریبی کا مذاق اڑانا بہت برا معلوم ہوتا ہے - میں تب مانوں گی - کہ خوبصورت اپنا حسن بدصورت کے ساتھ بدل دے - یا کم از کم اپنی خوبصورتی میں سے کچھ اسکو دے - اور دولتمند اپنی دولت غریب کو بانٹ دے - جب ایسا نہ کوئی کرتا ہے - نہ ہو سکتا ہے - تو کیوں ہم اپنے جیسے ایک بے بس انسان کو عیب و شرم کا مجموعہ بنائیں - اللہ تعالیٰ ان سب باتوں سے سخت ناراض ہوتا ہے - اپنے حسن یا اپنی دولت یا علم پر کبھی مغرور نہیں ہونا چاہیئے - ایکدم میں انسان کسی موذی مرض میں گرفتار ہو کر یا ناگہانی حادثہ کیوجہ سے کچھ کا کچھ بن جاتا ہے - چشم زدن میں دولت ضائع کر کے انسان فاقوں مرنے لگتا ہے - پلک جھپکتے دماغ کو صدمہ پہنچنے انسان پاگل ہو جاتا ہے - اور تمام علم و عقل مفقود -

دعا ہے کہ خداوند کریم ہم سب کو ہدایت دے اور اپنے خاص فضل و کرم سے غیبت و غیرہ قسم کے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین *

(خاکسارہ قانتہ بیگم از پشاور چھاؤنی)

تثلیث پرستوں میں وحدانیت

چند سال ہوئے ، ..... ایک امریکن لیڈی وحدانیت کیطرف رجوع ہوئی - اور اس نے ایک کتاب کرسچن سائنس لکھی ہے - جس میں اس نے وحدانیت اور حقانیت پر زور دیا ہے - اور اس نے تقریباً اسلام ہی کے اصول بیان کئے ہیں - تمام کتاب میں خدا کا واحد لا ثانی اور قادر مطلق ہونا - انسان کا خلیفۃ اللہ ہونا مادیت کی ناپائیداری اور روحانی بقا وغیرہ کا بیان ہے - اور انسان کو سچائی اور ایمانداری و یگانگت کی تاکید کی ہے - اور اس نے اس مذہب کو کرسچن سائنس کے نام سے موسوم کیا ہے - دنیا کے قاعدہ کے مطابق پہلے تو میری ایڈی کی

بہت مخالفت ہوئی۔ لیکن آہستہ آہستہ لوگ اس کے پیرو ہوتے گئے۔ اور اب یہ فرقہ جس کو کرسچن سائینٹسٹ کہا جاتا ہے۔ کافی پھیل گیا ہے۔ چنانچہ کلکتہ۔ دہلی۔ شملہ لاہور وغیرہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں بھی اس کی سوسائیٹیاں قائم ہو چکی ہیں۔ لاہور میں اسی سال سوسائیٹی قائم ہوئی ہے۔ اگرچہ یہ لوگ بظاہر عیسائی ہی ہیں۔ مگر تثلیث پرستوں سے بالکل مختلف ہیں۔ فقط خدائے واحد پر ایمان رکھتے ہیں۔ گویا انہوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تو پڑھ لیا ہے مگر فی الحال مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی بجائے عیسیٰ روح اللہ سیکھا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا نہیں گردانتے۔ مگر وہ اس امر کا حل یوں کرتے ہیں کہ عیسیٰؑ ہی نہیں بلکہ جو انسان بھی خدا کے احکام پر کاربند رہے گا۔ یعنی جو شخص دنیا میں سچائی و محبت کو قائم رکھے گا۔ حق پرستی پھیلائے گا۔ وہ خدا کے عزیز ترین بندوں میں شمار ہوگا۔ ایسا عزیز کہ جیسا انسان کو اپنا بیٹا۔ (جس کو دوسرے الفاظ میں باپ کا قوتِ بازو بھی کہا جاتا ہے) اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے نیک بندوں میں سے تھے۔ اس لئے ان کو بھی اسی خیال سے خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ خدا کے حاضر و ناظر اور قادر مطلق ہونے پر ان کا بھروسہ اس قدر کامل ہے۔ کہ وہ نہ صرف یہ کہ مریض کا علاج دوا سے نہیں کرتے۔ بلکہ مرے سے دوا کا استعمال ہی گناہ سمجھتے ہیں۔ اور فقط دعاؤں پر اکتفا کرتے ہیں ؏

(حمایت الاسلام)

52

خانہ داری کی زندگی میں انقلاب

اس وقت تک یہی دستور رہا ہے کہ مرد روزی کمانے کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ اور حوا کی بیٹیاں خانہ داری اور بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کی ذمہ داریوں کا بار اٹھاتی ہیں۔ لیکن یہ انقلاب کا زمانہ ہے۔ یورپ کے مردوں اور عورتوں کی زندگی میں آئے دن تغیرات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ خانگی زندگی میں اب یہ تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ کہ مرد عورتوں کا کام کریں۔ اور عورتیں مردوں کا یعنی عورتیں روزی کمائیں۔ اور مرد خانہ داری کے فرائض انجام دیں۔ انگلستان کی ایک خاتون جان کینڈی نے اس موضوع پر "پیرسین ویکلی" میں ایک دلچسپ مضمون لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"آج کل یہ سوال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ کیا مرد اور عورت اپنے فرائض ایک دوسرے کیساتھ تبدیل کر رہے ہیں۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ سینکڑوں ایسے گھرانے ہیں۔ جہاں عورتیں اپنے خاوندوں کی نسبت زیادہ روپیہ کماتی ہیں۔ بیوی اپنی نوکری سے گھر کو زیادہ فائدہ پہنچاتی ہے۔ خاوند گھر میں رہ کر چولہے میں آگ جلائے رکھتا ہے۔ بچے کا پنگوڑا چلاتا ہے۔ اور کھانا پکاتا ہے۔ مردوں نے اپنے طرز عمل سے یہ

ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ خانگی فرائض کو بطریق احسن انجام دے سکتے ہیں۔ مردانہ حلقوں میں اس تبدیلی پر تعجب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور یہ آواز بلند ہو رہی ہے۔ کہ دیکھو اب مرد گھر چلا رہے ہیں۔ وہ کیا جانیں کہ گھر کس طرح چلایا جاتا ہے؟

خانہ داری کا فرض قدیم الایام سے عورت کیلئے اس حد تک مخصوص ہو چکا ہے۔ کہ چھوٹی بچی کی نسبت بھی ہمیں اسبات کا پورا یقین ہوتا ہے۔ کہ وہ فطرتاً خانہ داری کے لئے موزوں ہے۔ اگرچہ بہت سی ایسی لڑکیاں ہیں جو خانہ داری کے بعض امور سے بالکل ناواقف ہوتی ہیں۔ لیکن مرد اس یقین کی بنا پر کہ ان میں گھر کا انتظام کرنیکی خاص قابلیت پائی جاتی ہے۔ ان سے شادی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ خانہ داری کے معاملے میں مرد کو ان پر پورا بھروسہ ہوتا ہے۔ لیکن بہت کم عورتیں مردوں کے متعلق حسن ظن سے کام لیتی ہیں۔ مرد کو عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ خانہ داری کے فرائض کا بار اٹھانے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ وہ اپنا وقت بیکاری اور سستی میں ضائع کر دے گا۔ لیکن یہ ایک غلط خیال ہے؟

خانہ داری کے فرائض کا بار اٹھانے سے مرد کی پہلو تہی ایک ایسا فریب ہے۔ جس میں عورتیں ایک عرصہ دراز سے مبتلا ہیں۔ مرد کی نااہلیت کے متعلق یہ شبہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ایسے فرائض کی بجا آوری میں طبعاً سست واقع ہوا ہے۔ لیکن اس کی نااہلیت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ خود ان فرائض کو انجام دینا نہیں چاہتا۔ جنہیں وہ عورتوں کے لئے مخصوص سمجھتا ہے۔ اسی عذر کی بنا پر وہ صبح کے وقت دس منٹ یا اس سے زیادہ عرصے تک بستر پر دراز رہتا ہے۔ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاتا ہے۔ تو آرام کرسی پر پاؤں پھیلا کر پوری دلجمعی کے ساتھ آرام کرنا اپنا حق سمجھتا ہے؟

مگر اب حالات اور واقعات میں تغیر عظیم پیدا ہو گیا ہے۔ مرد نے خانہ داری کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اپنی آستینیں چڑھالی ہیں۔ اور اس نے اپنے طریق کار سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اگر عورتیں مردوں کا کام کر سکتی ہیں۔ تو مرد بھی عورتوں کا کام انجام دے سکتے ہیں؟

آج سے چند سال قبل جب انگلستان میں گھروں کے لئے ماماؤں کی قلت تھی تو مردوں نے جو سپاہی کی حیثیت سے گذشتہ جنگ عظیم میں اپنی شجاعت و بسالت کے جوہر دکھا چکے تھے اپنی خدمات پیش کیں۔ جو نہایت قابل قدر ثابت ہوئیں۔ گھروالیاں اپنے ان خادموں کے کام سے نہایت مطمئن تھیں؟

جب سے طبّاخی کے ہنر کو ایک خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اس کام کے لئے مردوں کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ بیرمطبخ کو گرانقدر مشاہرہ ملتا ہے۔ اگر مرد لڑائی میں فوج کے لئے کھانا پکا سکتے ہیں۔ تو وہ گھر کے باورچیخانے کا انتظام یقیناً بخوبی کر سکتے ہیں جب یہ خیال ہمارے دلوں سے نکل جائیگا۔ کہ عورتیں صرف گھر کا کام کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اور مرد

بیرونی کاموں کے لئے تو خود مردوں میں خانگی فرائض انجام دینے کا میلان پیدا ہو جائے گا۔ گھر کا کام کاج کرنے میں کوئی ذلّت نہیں۔ مصیبت اور پریشانی کے وقت خاوند اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اور ان کی خدمات ہر پہلو سے مفید اور کارآمد ثابت ہوتی ہیں۔ بارہا ایسا ہوتا ہے۔ کہ جب میاں بیوی کسی ضروری کام کے لئے گھر سے باہر جاتے ہیں۔ تو صبح کے وقت روانگی سے پہلے گھر کا کام مل کر کرتے ہیں۔ اور جب رات کے وقت گھر واپس آتے ہیں تو اسوقت بھی خانگی فرائض کی بجاآوری میں ایک دوسرے کے مدد و معاون ہوتے ہیں ؛

دس سال کے بعد ایسے گھروں کی تعداد بہت زیادہ ہو جائیگی۔ جہاں خانہ داری کی باگ ڈور مردوں کے ہاتھ ہوگی۔

اب تک مرد کو خانہ داری کے معاملات میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھانیکا بہت کم موقعہ ملا ہے۔ بچے قدرتی طور پر ماں سے زیادہ مانوس ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہی ان کے ناخن تراشتی ہے۔ وہی ان کے کپڑے دھوتی ہے۔ وہی ان سے پیار کرتی ہے۔ وہی ان کا منہ چومتی ہے۔ لیکن جب مرد یہ فرائض انجام دینا شروع کر دیں گے۔ تو بچے ان سے زیادہ مانوس ہو جائیں گے۔ نئے دور میں اس دھمکی کی نوعیت بدل جائے گی۔ "دیکھو شرارت مت کرو ورنہ میں تمہارے باوا سے کہدوں گی" اس کے بجائے دھمکی کے الفاظ یہ ہوں گے۔ "دیکھو شرارت مت کرو ورنہ میں تمہاری امّاں سے کہدوں گا" غرض یہ تغیرات کا ایک عجیب زمانہ ہے ؛

مصباح :۔ یہ مضمون محض نئی روشنی کے ایک طبقے کے حالات ظاہر کرنے کے لئے نقل کیا گیا ہے۔ ورنہ اس کی لغویت نمایاں ہے ؛ (ایڈیٹر)

شادی کی عجیب رسمیں

اتنی بڑی دنیا پھیلی پڑی ہے۔ جس میں ہزاروں قسم کی قومیں آباد ہیں۔ ان کی زندگی کے طریقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ہر قوم زندگی کی تقریبات میں خاص خاص رسمیں رکھتی ہے۔ بعض قوموں کی بعض رسمیں تو عجیب مضحکہ انگیز ہوتی ہیں۔ خصوصاً شادی کی رسمیں۔ مثلاً

مصنوعی لڑائی جنوبی براعظم میں ایک قوم آباد ہے جس کا نام ہے "مادری"

اس قوم میں مردوں اور عورتوں کی شادیوں کے لئے نہ پنڈت کی ضرورت ہوتی ہے نہ قاضی کی۔ لڑکی آزاد ہوتی ہے وہ اپنے حسب منشاء اپنا شوہر پسند کر لیتی ہے۔ اس قوم میں شادی کی خاص رسم یہ ہے کہ جو لڑکے اور لڑکیاں شادی کرنا چاہتی ہوں وہ ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں پھر دولہا دلہن کو زبردستی پکڑ کر لیجاتا ہے۔ اسپر دولہا اور دلہن کے فوجی دستوں میں مصنوعی لڑائی ہوتی ہے کبھی یہ لڑائی اصلی جنگ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اسوقت غریب دُلہن کی بہت مٹی پلید ہوتی ہے۔ آخر دولہا فتحمند ہونے پر دلہن کو اپنے گھر لے جاتا ہے ؛

دانت اکھاڑنے کی رسم

نیوگیانا۔ جزیرہ فجی جزیرہ بسمارک۔ شاٹ کروز طارس۔ سلیمان نیو ہے۔ بیرڈس۔ نیوکیلی ڈونیا اور ریڈ سلٹی ان جزیروں میں ایک قوم رہتی ہے جس کا نام ہے "سفیسیا" اس قوم کی لڑکیاں دس سال کی عمر میں شادی کے قابل بنجاتی ہیں۔ ان کی شادی میں ایک رسم بہت ہی خوفناک ہے۔ لڑکی جب شادی کے لائق ہوجاتی ہے تو اس کے آگے کے دانت اکھاڑ دیئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی لڑکی ایسا کرنے سے انکار کرے تو اسے شادی کرنیکی اجازت نہیں اور سب اُسے ذلت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

پنجرے میں بند رکھنے کی رسم

ایک جزیرہ ہے "نیو آئرلینڈ" یہاں شادی سے پہلے رسم کے طور پر لڑکی کیساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے بہت ہی تکلیف دہ اور خطرناک ہے۔ لڑکی شادی کے قابل ہوتے تک ایک پنجرے میں بند کردیجاتی ہے۔

اُسے اُس پنجرے سے باہر نکلنے اور زمین پر قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ایک سن رسیدہ عورت اس کی نگرانی میں رہتی ہے۔ پنجرے کی گرمی اتنی ناگوار ہوتی ہے کہ غریب لڑکیاں بیمار ہوجاتی ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ رسم امیروں میں ہے۔ غریبوں کی لڑکیوں کے سینے پر ایک جھالر لٹکا رہتا ہے۔ جوان کے ناکتخدا ہونے کی علامت ہے۔

"نیو ہیبریڈیز" میں سات آٹھ سال کی بچی کی شادی پندرہ بیس سالہ نوجوان لڑکے سے کردیجاتی ہے۔ لڑکی جب عقل و بلوغ کو پہنچتی ہے تو وہ اپنے شوہر سے خوش نہیں ہوتی۔ جسکا نتیجہ فرار ہوتا ہے۔

ناریل کھانے کی رسم

نیوکیلی ڈونیا میں شادی کی رسم عجیب ہے۔

غریبوں میں تو لڑکی کے لئے شوہر کا انتخاب لڑکی کے سرپرست اور رشتہ داروں کے سپرد ہوتا ہے۔ لیکن امیر گھرانوں میں لڑکی خود اپنا شوہر پسند کرتی ہے۔ جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ امیدوار لڑکے قطار باندھ کر لڑکی کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہر لڑکے کے پاس ناریل کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ وہ اُس میں سے کچھ کھا کر وہیں رکھ دیتے ہیں۔ لڑکی جس امیدوار کے ٹکڑے کو اٹھا کر کھا لیتی ہے۔ اس سے اس کی شادی کر دیجاتی ہے۔

جسم گودنے کی رسم

ایک اور جزیرہ ہے۔ "نیو ہیبریڈس" یہاں کا دستور یہ ہے۔ کہ لڑکی اتنی چھوٹی عمر میں سسرال بھیجدی جاتی ہے۔ کہ ہوش سنبھالنے تک دولہا دلہن دونوں ایکدوسرے کو بھائی بہن سمجھتے ہیں۔ ساس اسکو خانہ داری کی تعلیم دیتی ہے۔ اور جب وہ شادی کی عمر کو پہنچتی ہے تو اس کا بدن گودا جاتا ہے۔ اس کے بعد شادی کردی جاتی ہے۔

گھر جلانے کی رسم

جزیرہ نیو ہیبریڈس میں ایک مقام ہے "اینرم" یہاں کا دستور ہے۔ کہ لڑکی نے پاؤں چلنا شروع کیا اور اُسے چار پانچ سو روپے میں بیچ دیا جاتا ہے۔ مگر ۱۲-۱۳ سال تک لڑکی کو والدین کے گھر میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس اثنا میں وہ ایک قسط ادا کرنے کے بعد جب

لڑکی اور لڑکا جوان ہو جاتے ہیں۔ تو دولہا پہلے ایک جھاڑی کے اندر ایک مکان بنا کر تیار کر لیتا ہے۔ پھر وہ دلہن کو بھگا لاتا ہے۔ اور اس مکان میں رکھتا ہے۔ دلہن کا والد اپنے رشتہ داروں کو جمع کر کے داماد سے جنگ کرنے کے لئے اس کی تلاش میں نکلتا ہے۔ جب داماد کا پتہ نہیں لگتا تو وہ اس کا گھر جلا کر لوٹ آتا ہے۔ اس کے بعد دولہا دلہن گاؤں میں آکر آباد ہو جاتے ہیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ بقایا قسط ادا نہ ہونے پر دلہن کا والد طیش میں آجاتا ہے۔ اور اپنے داماد کو قتل کر دیتا ہے۔ اور اپنی لڑکی کے بیوہ ہونے کی پروا نہیں کرتا۔

تعدد ازدواج

تعدد ازدواج کا اسلام سے پہلی امتوں اور اقوام میں بھی ثبوت ملتا ہے۔ اور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر زمانے میں اس کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ذیل کے چند اقتباسات فائدے سے خالی نہ ہونگے۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔
(۲) حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار۔
(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار۔
(۴) حضرت داؤد علیہ السلام کی نو۔
(۵) حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک بیوی تھی۔

اگرچہ بائیبل تعدد ازدواج کے بارے میں خاموش ہے۔ شاید اسی وجہ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیاہ نہیں کیا تھا۔ لیکن یسوع مسیحؑ کے عہد میں کثرت ازدواج کا رواج تھا۔ علاوہ ازیں یسوع مسیحؑ نے فرمایا ہے کہ:۔ "توریت کا ایک شوشہ کبھی ٹل نہیں سکتا" اور توریت میں تعدد ازدواج کا ثبوت واضح طور پر ملتا ہے۔

ہندو دھرم میں ایک سے زیادہ بیوی کا رکھنا ممنوع قرار دیدیا گیا ہے۔ اس کے باوجود وہ

(۱) سو بھنو کی دو بیویاں تھیں۔
(۲) راجہ دسرت کی تین۔
(۳) راجہ پانڈو کی دو۔
(۴) ارجن کی چار۔
(۵) راجہ تلوک چند کی دو۔
(۶) کرشن جی کی دس بیویاں تھیں۔

اس کے علاوہ ہندو دھرم میں ایسی تعلیمات بھی ملتی ہیں جن سے ایک سے زیادہ بیویوں کا رکھنا ثابت ہے۔ چنانچہ منوجی اپنے شاستر میں لکھتے ہیں:۔

"جو استری بیمار ہو پر تو شوہر کی خیر خواہ اور بامروت ہو تو اُس کی اجازت سے دوسرا بیاہ کرنا چاہیئے۔ مگر اسکی بیقدری ہرگز نہ کرنی چاہیئے" (منوسمرتی ۹/۸۳)

دوسری جگہ کہتے ہیں:۔

"جس بیوی کے سامنے دوسرا بیاہ شوہر نے کیا ہو اور وہ ناراض ہو کر گھر سے نکل جاتی ہو تو اس کو روک کر گھر میں رکھنا چاہیئے۔ یا خاندان کے سامنے چھوڑ دینا چاہیئے" (منوسمرتی ۹/۸۲)

(باقی)

متفرقات

استنبول - ۲۶ر فروری - امسال نامعلوم اسباب کی بنا پر ٹرکی میں کتوں کی نسل بہت بڑھ گئی ہے۔ ایک کتیا نے بیک وقت ۳۰ بچے دیئے ہیں۔ اور وہ سب کے سب تندرست ہیں +

نئی دہلی - ۱۳ر مارچ ہفتہ مختتمہ ۲۷ر فروری کے دوران میں ہندوستان کے ۱۹۹ شہروں میں جن کی آبادی ۳۰ ہزار سے زیادہ ہے۔ اور جنکی کل آبادی ۱۴ر۱۳۴۹ ہے کل ۱۸۰۰۶ اموات ہوئیں۔ گویا کل آبادی کا ۲۹ر۵ فی ہزار ان شہروں میں ۱۰۴۴۴ پیدائش ہوئیں۔ یعنی کل آبادی ۳۸ر۵ فی میل ؛

لورپول ۱ر مارچ یہاں کے ایک انجینئر نے ایک عجیب وغریب مکان بنایا ہے۔ اس کی چھت اور فرش لکڑی کے ہیں اور دیواریں شیشے کی۔ فرنیچر بھی پورا ہے۔ یہ مکان تہ ہو کر اتنا چھوٹا ہو جاتا ہے کہ ایک ٹرنک میں بند کیا جا سکتا ہے ؛

ٹوکیو ۱ر مارچ - یوکوہامہ کے ایک ہوٹل میں ملازم ایک ۱۶ سالہ جاپانی لڑکی کو امریکہ کے ایک ۷۲ سالہ بڈھے نے پیشکش کی ہے۔ کہ اگر اس سے شادی کرنا منظور کرے۔ تو وہ اُسے دو لاکھ پونڈ دے گا ؛

لنڈن - ۱ر مارچ - پچھلے ہفتے ایک شخص نے عدالت میں بیان کیا۔ کہ اس کے لڑکے کی سگائی ۳۳ سال سے ہو چکی ہے۔ مگر چونکہ اسکو کوئی مکان میسر نہیں آتا۔ اس لئے اس کی شادی نہیں ہو سکتی ؛

ایبٹ آباد ۱۲ر مارچ - صوبہ سرحد کے آس پاس جو لوگ آباد ہیں۔ وہاں شادی کے موقعہ پر ایک عجیب رسم ادا کی جاتی ہے۔ جب دولہا گھر سے روانہ ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے ایک درخت کی شاخ کو جھکا کر اسکا ایک پتہ توڑتا ہے۔ جب تک ایسا نہیں کرتا۔ آگے نہیں گذرتا ؛

چین کے تقریباً تمام مقامات میں ایک عجیب رواج ہے۔ جب کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہونے لگتا ہے۔ تو جس کمرہ میں وہ لیٹی ہوتی ہے اسمیں اس کے خاوند کا پاجامہ لٹکا دیا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ پیدائش کیوقت کوئی بھوت اندر داخل نہ ہو جائے ؛

کراچی ۱۷ر مارچ - ایک دس سال کا لڑکا ۷۵ فٹ کی بلندی سے گر پڑا۔ لیکن قدرت کے مضبوط ہاتھوں نے اسے بڑی صفائی سے بچا لیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چوتھی منزل کے برآمدہ میں بیٹھی ہوئی ایک عورت برتن صاف کر رہی تھی کہ اچانک اسکا بچہ اس سے پیار لینے آیا۔ تو وہ اس خیال سے کہ بچہ اس کے کپڑے خراب نہ کر دے پیچھے ہٹ گئی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بچہ برآمدہ سے نیچے گر پڑا۔ یہ برآمدہ زمین سے ۷۵ فٹ بلند تھا۔ اتفاقاً بچہ گر کر ایک عورت کے اوپر جا گرا۔ جو کسی خوانچہ والے سے سودا خرید رہی تھی۔ اس عورت کو اور بچہ کو خفیف سی چوٹیں آئی ہیں۔ دونوں کو ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے۔ بچہ کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ؛

جلسہ یوم التبلیغ

۱۴ مارچ گیارہ بجے مسجد احمدیہ کے صحن میں یوم التبلیغ کا دوسرا جلسہ منعقد کیا گیا۔ ہندو آریہ اور غیر احمدی خواتین کوئی پانچ صد کے قریب تشریف لائی تھیں سب سے پہلے پریذیڈنٹ صاحبہ محترمہ نے حاضرات جلسہ خصوصاً ہندو بہنوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ پھر استانی صاحبہ رفعت نے بہنوں کو مخاطب کرتے ہوئے صحیح اسلامی نمونہ پیش کرنے کی طرف توجہ دلائی اور چند اسلامی شعائر کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ نے تلاوت سورہ فاتحہ کے بعد ایک عالمگیر مذہب کی شناخت پر تقریر فرمائی۔ اور آپنے ثابت کیا۔ کہ اسلام ہی ایک عالمگیر مذہب ہونے کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو صحیح طور پر فطرتِ انسانی کو دعوت دیتا ہے۔ اور پھر موجودہ زمانہ میں مصلح موعود کی اشد ضرورت کو ثابت کرتے ہوئے تقریر ختم فرمائی ⁂

سیدہ نعیمہ نے الفضل (اسلام اور تلوار) کا مضمون پڑھا۔ مبارکہ بیگم صاحبہ نے ایک لکھا ہوا مضمون (کرشن اوتار کی آمد ثانی) سنایا۔ پھر پریذیڈنٹ صاحبہ محترمہ نے تلاوت سورہ فاتحہ کے بعد اسلام ایک فطرتی مذہب کے ثبوت پر تقریر فرمائی۔ اور رب العالمین کے جسمانی احسانات سے روحانی احسانوں کیطرف توجہ دلاتے ہوئے چند اسلامی احکام مثلاً مساوات عالمگیر مسئلہ حقوق العباد حرمتِ سود اور فرائض زکوٰۃ کے پردہ میں انسانی محبت وہمدردی کی انتہائی تعلیم کو پیش کیا۔ اور عورت و مرد کے تعلقات کی مساوات وراثت جائداد کا مختصر ذکر فرما کر قل ان کنتم تحبون اللہ کی تفسیر پر روشنی ڈالی اور تکمیل دینِ اسلام وحفاظتِ اسلام کے وعدوں کے مطابق آخری زمانہ کے مصلح موعود کی خدمتِ دین کے کارہائے نمایاں کا ذکر فرمایا۔ اور حال کے قیامت خیز زلزلہ کا ذکر بطور پیشگوئی پورا ہونے کیطرف توجہ دلائی اور دعا کر کے خواتین میں ٹریکٹ تقسیم کئے جو لجنہ اماء اللہ نے ۶۱۶ کی تعداد میں منگوائے تھے ⁂

(خاکسارہ سیکرٹری لجنہ سیالکوٹ)

لجنہ اماء اللہ پشاور

۱۴ مارچ اتوار بوقت صبح لجنہ کا ماہواری جلسہ بزیر صدارت پریذیڈنٹ صاحبہ مسجد احمدیہ پشاور میں منعقد ہوا۔ مستورات کی تعداد آگے معمول سے زیادہ تھی اور بعض غیر احمدی عورتیں بھی آئی ہوئی تھیں۔ جلسے کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا۔ اہلیہ صاحبہ قاضی محمد یوسف صاحب اور چند چھوٹی لڑکیوں نے یکے بعد دیگرے نعت و نظمیں پڑھیں۔ اس کے بعد اہلیہ صاحبہ ماسٹر محمد شاہ صاحب نے پشتو میں بعض آیات کی تفسیر سنائی۔ اور پشتو میں مضمون سنایا جو کہ بہنوں نے پسند کیا۔ اس کے بعد محترمہ پریذیڈنٹ صاحبہ نے رسول کریم ؐ کے بچپن میں یتیمی کے حالات سنائے۔ جو کہ بہنوں نے بڑی دلچسپی سے سنے۔ اس کے بعد پریذیڈنٹ صاحبہ نے مضمون یکم مارچ اور کچھ تبلیغی ٹریکٹ تقسیم کئے تاکہ بہنیں غیر مسلم مستورات میں بانٹ دیں ⁂

ان سب کے بعد قاضی محمد یوسف صاحب نے مختلف موضوع پر مختصر مگر مدلل تقریر کی جسکا حاضرات پر اچھا اثر پڑا۔ جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

(خاکسارہ طاہرہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ پشاور)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶۰

اخبار مصباح ۔ قادیان ۔ دارالامان ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

یہ بیل تکیہ کے گرد نکالیں نہایت موزوں ہے۔ نیز یہ سلمہ سے شلوار کے پانچوں پر یا قمیص کے پھٹے و بازوؤں پر نکالیں نہایت ہی زیب دیتی ہے ؂

(مرسلہ حمیدہ جان از بھیرہ)

مرسلہ

(صغریٰ بیگم از نئی دھلی)

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ؂